مکاتیب

امامیہ مشن کی چھتیسویں (۳۶) تبلیغی خدمت

(بیادگار)

ولادت حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۳۔ رجب ۱۳۵۴ھ

یہ رسالہ چند بیش بہا مضامین نثر و نظم کا مجموعہ ہے جو حسب معمول اس مبارک تقریب کی یادگار میں پیش کیا جا رہا ہے اُمید ہے کہ اس کی کثیر التعداد کا پیاں خرید کر مومنین محافل محافل ولادت میں تقسیم فرمائینگے۔ والسلام

خادم ملت

سید ابن حسین عفی عنہ
سکریٹری امامیہ مشن
لکھنؤ

مطلوب کعبہ

(از قلم حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ دام ظلہ)

خلیل کا بنایا ہوا گھر مدت سے چشم براہ تھا خدائے آسمانی کا اپنے سے منسوب کیا ہوا کاشانۂ ارضی سالہا سال سے مصنوعی خداؤں کا پایۂ تخت بنا ہوا تھا اور ایسے مبارک فال قدموں کا منتظر تھا جن کے آنے سے حق کی نمود اور کفر کی شکست کا مکمل مظاہرہ ہو۔ آمنہ کی تمناؤں کا چراغ اب اپنے پورے نور و ضیا پر تھا مگر کسی پروانۂ جمال کے نہ ہونے سے افسردہ معلوم ہوتا تھا۔

وقت آگیا۔ قبیلۂ قریش کے سب سے بڑے سردار۔ مکہ معظمہ کے سب سے بلند مرتبہ رئیس حرم الٰہی کے متولی اور خانہ کعبہ کے خزینہ دار شیبۃ الحمد عبد المطلب کی بہو فاطمہ بنت اسد اپنے سینہ و پہلو کے درمیان جس جلیل القدر امانت کو ودیعت رکھے تھیں اسکے ادا کا موقع آگیا۔ ادائے امانت کی تحریک دردزہ کی جسمانی تکلیف کی صورت میں شروع ہوئی۔ اور موحد خدا پرست خاتون سرزمین مکہ کی شاہزادی بتوں سے نہیں بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے گھر سے برکت حاصل کرنے کے لئے خانہ کعبہ کے پشت کی جانب والی دیوار کی طرف گئی۔

(۱) اخبار "تعمیر" فیض آباد رجب نمبر

نور کی تڑپ تھی۔ نازل ہونیوالی آیت الٰہی کا جاہ وجلال تھا طور پر نمودار ہونیوالی تجلی سے زیادہ کوئی چمک تھی، خدا کا ارادہ تھا، امر الٰہی کا اشارہ تھا، کاف "کن" کا مرکز تھا قلم قدرت کی گردش تھی کہ دیوار میں شگاف پیدا ہوا۔ دروازہ بن گیا اور راستہ نکل آیا۔ موسیٰ کی ماں کے دل پر ہونیوالی باطنی وحی کی ایسی کوئی روحانی تحریک تھی جس نے نہ خوف طاری ہونے دیا نہ ہراس، نہ قدم کو پیچھے ہٹایا۔ نہ چہرہ کو برگشتہ کیا۔ کہا اور دل سے کہا کہ قدم آگے بڑھاؤ۔ دروازہ تمہارے لئے کھلا ہے۔ راستہ تمہارے واسطے بنا ہے۔ اندر جاؤ۔ تم مہمان ہو۔ گھر کے مالک کی جانب سے ضیافت ہے، اور خدا کا شانہ تمہارے لئے زچہ خانہ ہے۔"

فاطمہؑ اندر چلی گئیں۔ دیوار اپنی اصلی شکل میں تھی۔ دروازہ بھی بالکل مقفل تھا قدسیوں کے حجاب تھے، قدرت کے پردے تھے، مشیت ازلی کا انتظام تھا اور سطوت جبروت خداوندی کا پہرہ لگا تھا۔ مجال نہ تھی کسی کی گھر کے اندر قدم رکھ سکے۔ خدا کے نور، راز قدرت کے ظہور کا ہنگام۔ آخر اس تمام انتظام کی تھی وہ مولود دنیا میں آگیا جس کا نام تھا علی ابن ابیطالبؑ۔

علیؑ کی یہ خصوصیت جاہل اور بے خبر یا متعصب اور خود غرض افراد کی طرف سے مورد انکار بنے تو بنے لیکن باخبر اور واقف کار نیز سنجیدہ غیر متعصب اور رواداد

مورخین جس فرقہ اور جماعت کے بھی ہوں انھیں اس کا اعتراف ہے اور وہ اس کے کسی صورت سے منکر نہیں ہیں۔

امامیہ مشن کا شایع کردہ رسالہ "علی اور کعبہ" پورے طور سے ان علمائے اسلام اور مورخین کی فہرست پیش کرتا ہے جو اس حقیقت کے تسلیم کرنیوالے اور اسکے مقر ہیں اور انھوں نے اپنی کتابوں میں اسکو لکھا ہے۔

مسعودی ایسا مورخ جس کی نسبت شبلی صاحب فرماتے ہیں "یہ فن تاریخ کا امام ہے۔ اسلام میں آج تک اسکے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہوا" وہ صاف لکھتا ہے کان مولدہ فی الکعبۃ "علی کی ولادت کعبہ میں ہوئی تھی"۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ایسے محدث جو ہندوستان میں بارہویں صدی کے مجدد مانے گئے ہیں اور "بیہقی ہند" کہے گئے ہیں ازالۃ الخفا میں تحریر فرماتے ہیں

قد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المؤمنین علیا فی جوف الکعبۃ فانہ ولد یوم الجمعۃ الثالث عشر من شہر رجب بعد عام الفیل بثلثین سنۃ فی الکعبۃ ولم یولد فیہا احد سواہ قبلہ ولا بعدہ۔

"یہ امر تواتر کی حد کو پہونچ گیا ہے (یعنی اسمیں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں ہے) کہ فاطمہ بنت اسدؑ کے بطن سے امیر المومنینؑ کی ولادت خاص کعبہ کے اندر ہوئی تھی آپ روز جمعہ تیرہ ۱۳ رجب عام الفیل سے تیس ۳۰ برس کے بعد کعبہ میں متولد ہوئے

اور آپ کے پہلے یا بعد کوئی شخص وہاں پیدا نہیں ہوا۔"

ابن صباغ مالکی نے "فصول مہمہ" میں واضح طریقہ سے لکھا ہے کہ

لم یولد فی البیت الحرام قبلہ احد سواہ وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالیٰ بھا اجلالا واعلاء لمرتبتہ واظھارا لتکرمتہ۔

"خانۂ کعبہ میں آپ کے پہلے کوئی پیدا نہیں ہوا اور یہ وہ فضیلت ہے جس کے ساتھ حضرت احدیت نے آپ کے مرتبہ و منزلت کے اظہار کیلئے آپ کی ذات کو مخصوص قرار دیا۔

یہ امر ذرا حیرت انگیز ہے کہ پیغمبر کے عزیز ترین بھائی اور ابن عم اور داماد کیلئے بعض مسلمانوں کو نہ معلوم کیا کاوش پیدا ہو گئی کہ ایسی باتیں جو صرف ایک فضیلت و شرف کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کے تسلیم کرنے میں کسی اختلافی عقیدہ پر کوئی اثر بھی نہیں پڑتا یعنی اصولی حیثیت سے حضرت علیؑ کے اس شرف "ولادت کعبہ" کو تسلیم کرنے سے کسی کے اعتقاد کو کوئی صدمہ نہیں پہونچ سکتا نہ خلافت کے مسئلہ کیساتھ اس کا کوئی تعلق ہے لیکن بعض حلقوں سے اسکے بھی انکار کرنے یا مشکوک بنانے یا اسکے مقابلہ میں حکیم بن حزام کی ولادت کے افسانہ کے تراشنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

بہر حال مذکورہ بالا تحقیق پسند علماء کے تصریحات کی موجودگی میں اس قسم کی تنگ نظریوں کا کوئی اثر نہیں ہے اور علی بن ابیطالبؑ کی فضیلت مشتبہ اور مشکوک نہیں بن سکتی۔

علی نقی النقوی عفی عنہ

آغوشِ کعبہ میں گوہرِ مراد (۲)

ولادت کے بعد بچپنا

اور

طفلی کا زمانہ

(از حضرت سید العلماء دام ظلہٗ)

وہ کعبہ کی چار دیواری جس کو خلیلؑ و ذبیحؑ کے مقدس اور پاک ہاتھوں نے بحکم خدا خاص طہارت کے انتظام کیساتھ قائم کیا تھا آج کسی مولود کیلئے خالی کر دی گئی تھی۔ بچہ دنیا میں آیا اور آتے ہی سجدہ خالق بجالایا۔ طاق کعبہ پر قائم شدہ بت سرنگوں نظر آئے اسلئے کہ بت شکن کی آمد تھی۔ رمز توحید اور راز قدرت قدرتی پردوں میں جلوہ نما تھا اسلئے دنیا کی کوششیں اس تک پہونچنے سے کوتاہ۔ دیوار و در کسی جانب سے راستہ ممکن نہیں قفل ایسا بند ہوا کہ انسانی ہاتھ اس کے کھولنے سے عاجز۔ بیشک جب قدرت کی رازداری کی میعاد مکمل ہوگئی جذب فطری تھا۔ روحانی کوشش تھی اور غیبی لالکی جس نے ابوطالب کے پروردہ عبداللہ کے یتیم۔

قبیلۂ قریش کے مسلّم شدہ "امین" تازہ مولود کے بڑے بھائی کے دل میں

جذبۂ شوق پیدا کیا کہ اب وہ خانۂ خدا مولود کے محلِ ولادت کی طرف ہمہ تن شوق بنا ہوا روانہ ہو۔ دیوار بند تھی۔ مگر عجیب ربط عجیب تعلق کہ ادہر جمالِ محمدیؐ کا کعبہ کے قریب پہونچنا اور اُدہر بھی جدارِ کعبہ کا "خندۂ زیرِ لب" کیسا نہ کھلجانا۔ جو دروازہ اندر جانے کیلئے کھولا گیا تھا اور پھر بند کر لیا گیا تھا اب وہ باہر نکلنے کے لئے پھر کھول دیا گیا۔

معزز خاتون اپنے تازہ مولود کو لئے ہوئے شاندار طریقہ سے ضیافت خدا سے رخصت ہوئی۔ باہر آئی اور اپنے آغوش کے پروردہ یا بڑے بیٹے کو سامنے آتے دیکھا خوشی کی انتہا نہ رہی ہوگی۔ مقدس بچہ مقدس ہاتھوں میں دیدیا گیا گویا ایک امانت تھی جو اصلی مالک کے سپرد کر دی گئی بند آنکھیں جو ابھی تک کھلی نہیں تھیں جمالِ مطلوب کا جلوہ پاکر کھل گئیں۔ اور "علیؑ" نے "محمدؐ" کے رخ کا مشاہدہ کیا۔ اسلام کی قسمت اسوقت مسکرا رہی تھی اور توحید بالبدہ ہو رہی تھی۔ گویا "دو دل" تھے جو آج "ایک" ہو رہے تھے اور اسلئے کفر کے پہاڑوں میں جنبش تھی۔

قدرت کو اس اتحاد سے نہ معلوم کیا کیا فائدے اُٹھانا تھے۔ پہلے ہی سے اس کے سامان کئے گئے تھے۔ پیغمبر کے باپ ماں بچپنے سے اُٹھائے نہ جاتے تو ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد کی آغوشیں محمد مصطفےٰؐ کی تربیت سے شرفیاب کیونکر ہوتیں پورے تیس برس کی عمر رسولؐ خدا کی ہو چکی تھی اُسوقت ابوطالب اور بنت اسد کے

یہاں علی کی ولادت ہوئی۔

ابھی علی کی عمر چار یا پانچ برس کی تھی کہ مکہ معظمہ میں قحط سالی کی شدت ہوئی عباس بن عبدالمطلب اور حضرت رسولخدا میں یہ مشورہ ہوا کہ ابوطالب کثیر العیال ہیں۔ کچھ انکے بار کو کم کر دیا جائے۔ آخر آئے دونوں بزرگ ابوطالب کے پاس ہر ایک نے یہ خواہش پیش کی کہ آپ اپنے بچوں میں سے ایک ایک کو ہمارے سپرد کر دیجیے ابوطالب نے عقیل کو اپنے پاس رکھ لیا جعفر کو عباس لے گئے۔

علیؑ تھے کہ جو محمدؐ کے حصہ میں آئے۔ اب پورے طور پر علی بن ابیطالب کی تربیت حضرت محمد مصطفیٰؐ سے متعلق تھی۔ گویا رسولؐ اس فرد کو بالکل اپنے سانچہ میں ڈھال رہے تھے جو بو، اخلاق آداب، ایک آئینہ تھا جس کی جلا ہو رہی تھی اور جتنی صیقل بڑھتی جاتی صورت کے خط و خال زیادہ نمایاں ہوتے جاتے تھے۔

نہج البلاغہ میں حضرت علیؑ نے اپنے اس بچپنے کے دور کی حالت اس ایک جملہ میں بیان فرمائی ہے کہ کنت اتبعہ اتباع الفصیل اثر امہ "میں آپ کے ساتھ ہر وقت اس طرح رہتا تھا جیسے ناقہ کا بچہ اپنی ماں کے ساتھ ساتھ"۔

قوت ادراک کا یہ عالم کہ فرماتے ہیں کنت اری نور النبوۃ واشم ریح الرسالۃ "میں نبوت کی روشنی دیکھتا تھا اور رسالت کی خوشبو سونگھتا تھا"۔

بیشک اس صورت حال میں یہ سوال اٹھانا تو بالکل بیجا ہے کہ علیؑ نے اسلام کس وقت قبول کیا۔

علیؑ کے اسلام کو رسولؐ کی نبوت کیساتھ ساتھ سمجھنا چاہیئے اور یقیناً اسمیں کوئی فرق نہیں ہے۔

بے شک وہ بچپنے کا اتحاد جوانی میں رہا۔ اور اس کا مظاہرہ نصرت و حمایت کی صورت میں ظاہر ہوا اور وہی آخر تک باقی رہا۔
اور اسی لئے رسولؐ کی محبت علیؑ کی محبت کے بغیر ممکن نہ رہی اور علیؑ کا بغض رسولؐ کے بغض سے علیحدہ نہ رہا یا علی انت منی وانا منک من احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی رسولؐ کی حدیثیں ہیں جنہیں مسلمانوں کی تنبیہ کے لئے ارشاد کیا گیا آنکھیں کھول کر دیکھنا مسلمانوں کا کام ہے۔ والسلام

گلِ سرسبد

(از آثار لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی صاحب عزیز مرحوم)

علی وہ باب علم ہے جہاں ہیں منتہی السُّؤل | انہیں کا نور پاک ہے لباس عصمت بتول
حقیقت اسکی جان کر ہیں دم بخود ذوی العقول | نگاہ بھر کے دیکھئے تو سر بپاؤں تک رسولؐ
جمال میں خصال میں وقار میں شعار میں

فقیہ وہ کہ حاملہ کو رجم سے بچا دیا | جواں وہ کہ حق نے خود خطاب لافتا دیا
خطیب وہ فصاحت رسولؐ کو دکھا دیا | شجاع وہ کہ دشمنوں کو جنگ میں رولا دیا
ظفر قدم کے ساتھ تھی ہر ایک کارزار میں

علیؑ کی پختہ کاریاں مخالفوں کی خامیاں | جلی قلم سے ہیں لکھی تمام نیک نامیاں
نسیم فیض وجود نے دکھائیں خوش خرامیاں | خلافت اسپہ مفتخر وہ کیسی خوش انتظامیاں
رہا ہمیشہ پیش پیش وہ نبیؐ کے کاروبار میں

وہی انیس خلوت حرم سرائے نبوت ہے، | نظر میں اسکی یہ جہان اوہن البیوت ہے،
خدا پسند نان جو جو قوت لایموت ہے، | یہی دلیل زہد ہے یہی بڑا ثبوت ہے،
علیؑ کے اقتدار میں علیؑ کے افتخار میں

کہاں ولادت اور کہاں وہ حق نما خدا کا گھر | جناب مریمؑ آئی تھیں نہ ہو سکا مگر گذر

حجابِ بطنِ فاطمہ میں کوئی راز تھا مگر — نگاہِ مضطرب میں تھا علیؑ کے جذب کا اثر

خطِ شگاف پڑ گیا جو کعبہ کی جدار میں

ہر ایک شئے کی ترنگ میں زمانہ کسکو ہوش ہے — صراحیاں ابل رہی ہیں خمکدہ میں جوش ہے

عمامہ ہے بادہ ہو عبا تو زیبِ دوش ہے — اگرچہ تھوڑی دیر میں بساط میفروش ہے

کہ ضبطِ شوق اب نہیں کسی کے اختیار میں

جریدۂ جہاں میں ہی جلی قلم سے یہ لکھا — حرم میں ہو رسولؐ پر نزولِ آیتِ خدا

جدارِ کعبہ شق ہوئی تو راز سب کھل گیا — کشش کے ابجد حرف کی وجود ہو گا نقطہ کا

بہ رنگ بائے بسملہ شگاف ہے جدار میں

بتولؑ کے جاگتے ہوئے مقدر آج سو گئے — تمام داغ معصیت وہاں پہونچ کے دھو گئے

بغور انہوں نے بھی سنا حرم کی سمت جو گئے — صحیفے حفظ ہو گئے علوم جذب ہو گئے

نبیؐ نے دے جو دی زباں دہانِ شیرخوار میں

خدا کا شیر نورِ حق مرادِ دخترِ اسد — رسولؐ کا وصی سخی خدا کا خاص معتمد

ابو الائمہ الکرام امامِ دیں مستند — لسانِ صدق امیرِ نحل امینِ بضعۃ البلد

ہر ایک نام سکہ زن ہے شرع کے دیار میں

وغا میں یادگار ہیں علیؑ کی گرم جوشیاں — جہاد میں ہاںؑ دوام سرفروشیاں

نہ خاطیوں کے باب میں خطا سے چشم پوشیاں — جوابِ اہلِ ظلم میں سکوت اور خموشیاں

تسلط اسکو نفس پر ہے جبر و اختیار میں

ہر ایک حکم اُسکا ہے بنص واجب العمل — سخن کی لذتوں سے ہے خجل عذوبتِ عسل
ہر ایک ادا اسیرِ دل اُسیکا بندہ عقل — وہ ہمتوں میں فرد ہے سخاوت اسکی بے مثل

غلام ہو کہ ناقہ ہو یہاں ہے کس قطار میں

زبان زدِ عوام ہے وہ انتہا کا خلقِ عام — ذرا سا بھی نہ فرق تھا یہ خواجہ یہ غلام
خصوصیت کی اک نظر اسی پہ ہے علی مدام — گروہ انبیا ہو یا ملائکہ کا اژدہام

علیؑ کی ذات منتخب ہزار در ہزار میں

ہزار جان و دل سے ہیں ہم آپ کے فدا اے مرتضیٰ — خود انبیا نے جھک کے پی ہے مے ولائے مرتضیٰ
دکھاؤں آؤ کعبہ میں ہے ثبت جائے مرتضیٰ — نبی کی مہر دوش پر قدم ہیں پائے مرتضیٰ

یہ فخر کم نہیں ہے کچھ محلِ افتخار میں

نگہ سے وہ محرکِ طلوعِ آفتاب ہے — وہی ہر ایک جنگ میں نبیؐ کا ہمرکاب ہے
زمیں اُسی کے حکم میں وہی ابو تراب ہے — اُسی کا مہدِ عافیت نبیؐ کا فرشِ خواب ہے

ملے ہیں کس کو یہ شرف صحابۂ کبار میں

جہاں میں جتنے طبقے ہیں دقیقہ سنج نکتہ داں — مفسرین نکتہ رس مناظرین خوش بیاں
اُسی کی بیش بہا نگاہ میں خاص ہیں قصیدہ خواں — مورخین متفق مجاہدین یک زباں

ہے زندہ دینِ احمدی علیؑ کی یادگار میں

علیؑ خدا ہے یا بشر پتا نہ یہ کبھی ملا — کہ معترف بعجز خود امام شافعی ملا
مگر یہ رتبہ کہہ تو دو کسی کو اور بھی ملا — سوا نبیؐ کے کوئی بھی مماثلِ علیؑ ملا؟

علوم میں فنون میں وفا میں اعتبار میں

نہیب نعرہ کا الاماں جلال وہ کہ الحذر — رگڑ دئے زمیں پہ عرب کے سرکشوں کے سر
اشارے میں اٹھا لیا حصار آہنی کا در — ٹکا دیا زمین پہ بنا لیا کبھی سپر

نہاں تھیں اتنی قوتیں علیؑ کے انکسار میں

وہ زہد زندگی بسر تمام نان جویں کی — وہ علم جس کا معترف ہر ایک فلسفی، نبیؐ
وہ جود جس کے سامنے خفیف ہے ہر ایک سخی — وہ خلق جس سے دب گئی مخالفوں کی سرکشی

صفات سب یہ جمع ہیں علیؑ سے بردبار میں

لباس ظاہری میں کم کنارہ کش جہان سے — خلوص دل سے وہ کیا کہا جو کچھ زبان سے
امامت اس کی نسل سے خلافت اس کی شان سے — وہ مسند نبیؐ پہ ہے عجیب آن بان سے

ہزاروں جوڑ ہیں لگے عبائے تار تار میں

غدیر میں رسولؐ نے کیا تھا قبلۂ انام — تمام کائنات کا دیا تھا ہاتھ میں نظام
کمال دین کیسا ہی ہوئیں تھیں نعمتیں تمام — جلی قلم سے تا ابد ہوگیا برح ہستی کا نام

غدیر کے موقف الشیوع اشتہار میں

وہ شرزہ شیر معرکہ دلیر صف شکن — وہ زور بازوئے نبی وہ پہلوان تیغ زن
کہ جس کے ذکر آج تک ہیں انجمن در انجمن — عرب میں ہے زبان زد عوام لا ابا لحسن

اسی کی دھاک ہے بندھی فضائے روزگار میں

ولادت علی سے ہے ضیا فگن خدا کا گھر — یہ لعل شب چراغ ہے وہیں عزیز لقب کعبہ

تھے سبعہ معلقہ جہاں پہ مطمح نظر   چڑھا یہ سالک گوہر یہی جدار کعبہ پہ
کہ جادۂ نجات ہے، اسی لڑی کے تار میں

اسد اللہ الغالب (۳)

(از قلم عالم اہلسنت عالیجناب سید محمد بادشاہ حسینی قادری معتمد مجلس علمائے دکن)

افراد عالم کے لئے جو رسولؐ تھا اور عالمین کے لئے بشیر و نذیر بنا کر جس کو ہدایت کے آخری طور پر نسل انسانی کو غلط راہوں سے ہٹا کر صراط مستقیم پر چلانے کیلئے بھیجا تھا اس نے سب سے بہتر قرن کیلئے بہترین قلوب کو چنا۔ اپنی صحبت اور رفاقت میں رکھا اور پھر ان میں ہر ایک کو "بایھم اقتدیتم اھتدیتم" کی سند عطا کر کے سارے بنی آدم کو حکم دیا کہ "ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے سیدھی راہ پا جاؤ گے" مردوں میں ایک ایسا جوان مرد اسلام نے پیدا کیا۔ جو جوانی سے پہلے بلکہ عہد طفولیت کے آغاز ہی سے اگر سات سال نہیں تو باتفاق محدثین و مورخین آغوش نبوت میں اپنی عمر کے آٹھویں سال قطعی طور پر آ گیا تھا۔

محمد بن اسحاق صاحب سیرہ نے لکھا ہے کہ "فاخذ[له] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وضمہ الی صدرہ۔

[له] پھر لے لیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو (حضرت ابوطالب سے) اور لپٹا لیا اپنے سینہ سے۔

پھر کون نہیں جانتا کہ جس نے نبوت کے آغوش میں ہوش سنبھالا تھا اُس نے سب سے پہلی دفعہ جب غیب کے عالم قدس سے اس خاکدان شہادت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تو کیا یہ ہی جگہ نہ تھی جس کے متعلق ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ وہ ہر قسم کے مخالف اثرات سے مامون ہوتا ہے ہندوستان کے جلیل القدر محدث حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث حاکم سے ناقل ہیں[1]

"وقد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المومنین علیاً فی جوف الکعبۃ"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی دفعہ جب اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دینے کیلئے کھانے پر جمع فرمایا اور اسوقت دریافت فرمایا کہ میرا کون ساتھ دیتا ہے۔ تو ایک نو عمر بچہ نے جواب دیا کہ "گو میرے پاؤں کمزور ہیں لیکن میں آپ کا ساتھ دوں گا"۔ ابو لہب اس پر ہنسا کہ بس اسی ایک لڑکے کے بھروسہ پر تمہارا کام چلے گا لیکن دنیا نے دیکھا کہ جسے لڑکا سمجھا گیا تھا اُسی نے تمام مخالف قوتوں کا مقابلہ کیا اور جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دکھایا اُس نے حضرموت کی بنی ہوئی سبز چادر میں اپنے کو اسوقت لپیٹا جس وقت سب کہہ رہے تھے کہ موت کی اس چادر میں لپٹ کر سونے والا شاید کبھی نہیں اٹھے گا

---

[1] یہ متواتر ہے کہ سیدتنا فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔

حالانکہ جو سویا تھا وہی جاگا اور ابد تک جاگ اسی کے لئے ہے۔ اور جو کفار حملے کے ارادے سے جاگ رہے تھے وہی سو گئے اور نامرادی کی نیند صرف اُن ہی کیلئے تھی۔

نبوت کی شعاعوں کو دیکھو تو دنیا میں کون پھیلا رہا ہے۔ بدر میں اِدھر کفار حملہ کر رہے ہیں اور اُدھر رسول اللہ سر بسجود ہیں کہ اگر آج اس چھوٹی سی جماعت کو نصرت نہ دی گئی تو اے خدا! زمین پر پھر تیری پرستش نہ ہوگی مسلمانوں کے متعلق قرآن خبر دے رہا ہے کہ وہ گمان کر رہے تھے کہ ہم موت کی طرف کھینچے جا رہے ہیں لیکن جب قریش کے سرداروں نے اپنے پرچم ہلا کر غرور کے لہجہ میں پکارا کہ "یا محمد اخرج الناس اکفاءنا"[1] لوگوں نے اسی انیس[19] سالہ نوجوان کو دیکھا جس کے متعلق ابولہب نے کہا تھا کہ کیا اس لڑکے کی مدد کام آئے گی؟ اور اسی کی مدد سے نہ صرف جنگ بدر بلکہ جنگ احد میں بھی مسلمان کامیاب ہوئے۔

پھر اور آگے چل کر دیکھئے کہ خندق کی بازی کس نے جیتی؟ خیبر کا دروازہ کس نے اکھاڑا؟ اور لوگ کیوں تعجب کرتے ہیں اگر حضور نے جناب امیرؑ کو انا منک کہکر مخاطب کیا۔

محمدؐ کا پیغام جہاں کہیں پہونچا، اس کی پہونچانے والی وہی ایک ہستی تھی

---

[1] یعنی آج ہمارے ہم پلہ لوگوں کو بھیجو۔

تبوک میں وہ نہیں تھی لیکن جو تبوک میں رفاقت نبوت سے محروم کیا گیا۔ سنو! امام بخاری کی زبانی سنو! کہ قلب نبوت نے پھر اُس کو کہاں حاضر پایا ارشاد ہوتا ہے۔ "الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ" [1]

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ تبوک کی غیر حاضری کتنی اہم حضوری کی شکل میں بدل دی گئی تھی۔

اب اسکے بعد دیکھو کہ وہ جو عالم قدس سے کعبہ میں آیا۔ اور کعبہ سے دوش اقدس پر گیا۔ وہ رسولؐ کی زندگی کی آخری ساعتوں میں کہاں تھا۔ محمد بن اسحاق راوی ہیں کہ :-

"علی ابن ابیطالبؑ آپ کو غسل دے رہے تھے اور انھیں اپنے سینہ سے لگائے ہوئے کہتے جاتے تھے :- "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ زندگی اور بعد از زندگی ہر وقت آپ کتنے معطر اور خوشبو ہیں"۔"

کیا پوچھتے ہو کہ جو شہادت میں کسی کے ساتھ قبر تک گیا وہ غیب میں اسکے ساتھ کہاں نہیں ہے۔ اندازہ کرو کہ جو رسالت ہی کی گود میں پلا، رسالت ہی کی آغوش میں جس نے پرورش پائی، رسالت ہی کی دعاؤں نے جس کا سینہ کھولا۔ اُسی کی تعلیم و افادہ کا دائرہ اگر سب سے زیادہ وسیع ہو تو کیوں حیرت کی جائے محققین جانتے ہیں کہ اسلام میں فقہ حنفی کا بڑا حصہ

---

[1] کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ مجھ سے تمہاری وہ نسبت رہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی۔

سیدنا علی مرتضیٰ پر منتہی ہوتا ہے کیونکہ فقہ ابو حنیفہ کا اصلی سرمایہ وہی علم تھا جو کوفہ میں حضرت سیدنا علیؑ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے ذریعہ سے پھیلا۔ امہات المومنین کی پوری جماعت میں سے صرف حضرت صدیقہ عائشہ ہی سے علم کا وہ ذخیرہ کیوں منقول ہے جو دو ہزار دو سو دس حدیثوں کی صورت میں حدیث کی عام کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کے مقابلہ میں دوسری امہات المومنین سے جو حدیثیں مروی ہیں بمشکل وہ انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں اسکا سبب وہی ہے کہ "کل میسر لما خلق لہ" ہر شخص کے لئے وہی بات آسان کردی جاتی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ اور بلاشبہ حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین اصحاب میں سے ہر ایک کے سپرد کچھ فرائض تھے پھر دیکھو کتنی خوبیوں کے ساتھ ہر ایک نے اپنے مفوضہ فرض کو انجام دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ علیؑ نے علم عرفان پھیلایا لیکن دولت سلطنت حکومت امارت کی وسعت کا دائرہ آپکے عہد میں سمٹ کر رہ گیا۔ یا رک گیا۔ یا روکا گیا جو ناواقف ہیں اسکا فیصلہ کس طرح کر سکتے ہیں اسلام حکومت کی قوت کی کس حد تک ضرورت تھی اور دولت کس نقطہ پر پہونچکر دین وتقوی کے حق میں زہر بن جاتی تھی۔ ایک عامی دماغ اس کی تہ تک کس طرح پہونچ سکتا ہے؟ خضر کی ان مصلحتوں کو کون جان سکتا ہے کہ کبھی کشتی بنانے کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی ضرورت کشتی کے توڑنے ہی سے پوری ہوتی ہے۔ تاہم ان

عامیوں سے یہ تو پوچھنا چاہیئے کہ عہد صدیقی و خلافت فاروقی ۔ دورِ عثمانی میں حکومت کے دائرہ کو جن طاقتوں نے وسیع کیا تھا ۔ ان طاقتوں کا مہیا کرنے والا کون تھا ؟ اگر بدر نہ ہوتا تو یرموک کا نظارہ کون دیکھ سکتا تھا ۔ اور خیبر نہ کھلتا تو کیا مدائن کھولا جا سکتا تھا ۔ ؟ کیسے عجیب لوگ ہیں جب آخر کو دیکھتے ہیں تو اول سے نابینا ہو جاتے ہیں اور جب اول کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخر کو انھوں نے دیکھا ہی نہ تھا ۔

سلک منظوم

(نتیجۂ فکرِ عالیجناب راجہ آلِ محمد مرزا کاظم حسین صاحب محشرؔ دام ظلہٗ)

مخالف کون ہے آیا خبر لے پیرِ میخانہ — صنم طاقِ حرم سے گر رہے ہیں مثلِ پیمانہ

مبدل شورِ ناقوس اب ہوا اللہ اکبر سے — دہانِ ساغر و مینا پہ بھی نغمہ ہے مستانہ

رجب کی تیرھویں تاریخ دورِ ماہ کامل میں — چلا مانندِ خورشیدِ سحر لبریز پیمانہ

قریبِ صبحِ صادق ساقیِ کوثر کی آمد ہے — غدیرِ خم کی صورت ہو گیا عالم کا میخانہ

وہ ساقی جانشینِ مصطفیٰ ابنِ ابی طالبؑ — کہ جس کی والدہ کا بن گیا کعبہ زچہ خانہ

ملک دیتا ہے جامِ مہر و مہ دن رات بھر بھر کے — جدھر دیکھو خدائی دور میں جلسے ہیں رندانہ

جنابِ فاطمہ بنتِ اسد کعبہ سے آتی ہیں — لیے ہیں ہاتھ پہ خمخانۂ قدرت کا پیمانہ

سوئے آغوشِ احمد یوں بڑھایا اپنے دلبر کو — کہ جیسے نذر دے کوئی سرِ دربارِ شاہانہ

محمدؐ کی تھی گودی یا غدیرِ خم کا منبر تھا — امامت کو یہیں سے مل گیا تاجِ ملوکانہ

علیؑ آئے خدائی میں مرقع بن کے ایماں کا — خدائی ہو گئی اصنام کی جھوٹا سا افسانہ

یداللہ فوق ایدیہم کے معنی ہم سمجھے ہیں — انھیں ہاتھوں سے ٹوٹے گا کبھی کوئی صنم خانہ

وفورِ شوق میں محشرؔ پڑھو یہ مطلعِ مونس — ہیں جس کے معنی و الفاظ زیبِ بزمِ رندانہ

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ
رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ

زینت کعبہ (۱)

(از قلم عالیجناب مولانا مولوی سید عدیل اختر صاحب واعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ)

دور عیسوی دور ہو چکا ہی، نام ہدایت کافور ہو چکا ہی، دنیا تیرہ و تار ہے، سرزمین عرب میں بدکاریوں پر افتخار ہی اور خدائی احکام بالائے طاق ہیں، بتوں کی خدائی ہی، شیطان کی بن آئی ہی، بطحا کے باشندے فخیر جار و شر جیران کا مصداق ہیں، بنی آدم نسناس بن گئے ہیں، آخر کبتک یہی رنگ، کہاں تک امہال الٰہی میں امتداد، غیرت الٰہی جوش میں آتی ہی، اور اسی وادی غیر ذی زرع سے ایک ایسا ثمر بہشت پیدا ہوتا ہے جسکی لذت ہدایت سے عام لوگ ہی نہیں انبیاء بھی سرشار نظر آتے ہیں،

لیکن باوجود اس مکی و مطلبی نبی کے ظاہر ہو جانے اور پیدا ہو چکنے کے پھر بھی کوئی تغیر نظر نہیں آتا، وہی اگلی سی عرب کی بدویت، وہی پہلی سی وحشت، وہی قبیح عادات، یہ کیوں؟ اسلئے نہیں کہ ہادی نہیں بلکہ اسلئے کہ نبی اپنی زبان سے سب کچھ کہے مگر اسکی گواہی کون دیگا، اسکی تائید کون کریگا، اسکے پسینہ پر خون کون بہائیگا، کلیم اللہ کی پیشین گوئیوں کو مسیح کے بارے میں موسائیوں نے نہ ماننا تھا نہ مانا: مبشرا یاتی من بعدی اسمہ احمد کی ندا کو

(۱) رسالہ الواعظ رجب نمبر ۱۳۴۲ھ

کون یاد رکھنے والا تھا، گو آسمانی صحف کے علاوہ خاتم النبیین کی ہر حرکت و سکون آپکی تصدیق کے لئے کافی تھی لیکن سلسلۂ نبوت کو ختم اور ظہورِ حق کو تمام اور دین کو بدرجۂ کمال پہونچانے کیلئے انتہائی اہتمام ضروری تھا، اسی لئے باوجودیکہ سرورِ کائنات نے اپنے وجودِ ظاہری سے ایک نورِ باطن پھیلا دیا تھا مگر کامل تیس سال تک اپنی زبان سے نام نبوت و رسالت نہیں لیتے، غار حرا میں تنہا عبادت میں بسر فرماتے ہیں مگر کبھی وحی کا تذکرہ نہیں فرماتے، خداوند عالم سے مخفی کیا دعا کرتے تھے اسے تو کون جانے مگر تیلوہ شاہد عہ کسی بات کا پتہ دیتا ہے تیس سال تک کن مصلحت کی بنا پر چپ رہے، ایسے کون کہے کہ آپ کو اپنے مؤید کی تلاش رہی ہوگی مگر آپ کی یہ دعا کہ واجعل عہ لی وزیرًا من اھلی علیًا اخی اشدد بہ ازری بتلاتی ہے کہ آپ کو اسی قوت بازو کا انتظار رہا ہوگا۔

رسولؐ کی ولادت کو تیس سال گذر چکے ہیں، رجب کا مہینہ ہے تیرھویں تاریخ ہے جمعہ کا مبارک و مسعود دن ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد قریب خانۂ کعبہ اپنی مشکلات کے حل کی دعائیں کرتی آگئیں اُس برکت محض بچہ کی ولادت میں آسانیکی تمنائیں دربار رب العزت میں ہو رہی ہیں جسکے تعبیر خلیل و ذبیح کی بنائی ہوئی

عہ شاہد کون ہے تفسیر کبیر ج ۴ صفحہ ۳۲۴ مطبوعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۴ھ

عہ ملاحظہ ہو دعا و سوال تفسیر کبیر ج ۳ صفحہ ۵۹۵ مطبوع مطبعہ میمنیہ ۱۳۱۴ھ

عمارت کعبہ بتوں سے پاک نہیں ہوسکتی اور اسی بابرکت جنین کا واسطہ دیا جاتا ہی جسکی قبل از ولادت کے برکات کی حد نہ تھی، اگرچہ نہ کسی نبی کو یہ دن نصیب ہوے نہ کسی وصی کو مگر ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء علیؑ کو خدا دیتا ہی، گو خانۂ کعبہ مقفل ہی، گو مادر علیؑ کی یہ درخواست بھی نہیں کہ خانۂ کعبہ میں آ بیں، نہیں نہیں آپکی تو یہ بھی دعا نہیں ہی کہ مسجد الحرام میں ولادت ہو آپ تو صرف دردِ زہ کی تکالیف سے نجات کی دعا مانگ کر گھر واپس جانا چاہتی ہیں. مگر خداوند عالم دیوار کعبہ میں اسلئے در پیدا کرتا ہی کہ در علم نبی کو اپنے خانۂ خاص میں مدعو کرے، لطف ہی کیا تھا اگر علی کیلیے بھی کعبہ کا وہی در ہوتا جس در سے ہر مسلمان کو اندر جانے کی اجازت تھی بلکہ ابھی تو غیر مسلم بھی اسی در سے آمد و رفت کرتے تھے،

جائے ولادت

گو ہر جاندار بلکہ کل مخلوقات کا پروردگار وہی ہی، ہر مکان کا مالک بلکہ خالق وہی اور منجانب رب دعوت ہی مگر از بس کہ کعبہ اُسکی طرف خصوصیت خاص رکھتا ہی، اسلئے اُسمیں آنیوالے مہمان کی دعوت بھی خاص اہتمام سے کیجاتی ہی ورنہ علی بھی مخلوق خدا ہیں، دعا مادر حیدر کرار تمام نہیں ہوتی کہ کعبہ کی دیوار میں شگاف پیدا ہوا اور فاطمہ بنت اسد اندر داخل ہوگئیں، دیوار اُسی صورت کی ہوگئی اب یہ بتلایئے کہ قابلہ کون ہی کہاں سے آئی ولادت تو خدا کے گھر میں ہی،

بہر حال شمس فلک امامت و ماہ سپہر ولایت کا طلوع اس انداز سے ہوتا ہی کہ خانہ کعبہ منور ہوتا ہی اور جس مقام کو برسہا برس سے کلمہ شہادت سننے کی تمنا تھی اوس نے بہترین لب و لہجہ میں کلمہ شہادتین سے اپنا دل ٹھنڈا کیا،

یہ سب سے پہلی برکت تھی جو علیؑ کے قدم سے اس عہد میں کعبہ کو نصیب ہوئی اب یہ مسئلہ قابل غور ہی کہ علیؑ کے متعلق تو یہ کہا جانا ممکن ہی کہ شیر مادر سے پرورش ہوتی ہوگی مگر والدہ ماجدہ کیلئے جبکہ خانہ کعبہ ہر طرف سے بند ہو اور لوگوں کو خبر بھی نہ ہو کہ اسکے اندر کون ہی کیا سامان ہوگا مجھے تو حضرت مریم کا واقعہ یاد آتا ہی اور ھو من عند اللہ کہے بغیر چارہ نہیں،

علیؑ کی دعوت

مادر گرامی کے لیے تو وہ سامان تھا اب خود اس فرزند کے لیے کیا نعمت مہیا کیجائے جو خدا کے گھر مدعو ہو اور علی جیسا صاحب غیرت وذکاوت کب قبول فرما سکتا تھا کہ خدا کے گھر مہمان ہو اور اپنی ماں کا دودھ پئے یہ تو میزبان کی توہین اور سخت توہین تھی۔ در آنحالیکہ مہمان خود وارد نہیں ہو گیا بلکہ بلایا گیا، یہی سبب تھا کہ خداوند عالم کی پیدا کی ہوئی تمام نعمات دنیا و کل کائنات سے بہتر جو غذا ممکن تھی وہ آپ کیلئے تجویز کی گئی، دنیا مانے یا نہ مانے مگر میرا تو یہی عقیدہ ہی دنیا کی نعمات تو چیز ہی کیا ہیں نعمات جنت بھی اس نعمت سے پست ہے جو علی کیلئے لائی گئی،

فلما وضعتہ جعلتہ فی غشاوۃ بعد ولادت حضرت علی کو آپکی والدہ ماجدہ نے

فقال ابو طالب لا تفتحوه حتی	کسی کپڑے میں لپیٹ کر رکھا تھا اور اس سے
یاتی محمد فجاء محمد و فتح	وقت تک اس سے علیحدہ نہیں کئے گئے
الغشاوة فاخرج منها غلاما	جبتک سرور کائنات خود آئے اور آپنے
حسنا فغسله بیده وسماه علیا	خود نہ نکالا، پھر آپ نے خود ہی نکالا،
و یزق فی فیه و اصلح امره	اپنے دست مبارک سے غسل دیا خود ہی
(ارجح المطالب)	علیؑ نام تجویز فرمایا اور ضروری کام

کئے اور اپنا لعاب دہن آپکے دہن اقدس میں دیا۔

اس لعاب دہن کو آپ اسوقت اچھی طرح پہچانینگے جب علیؑ کو رسولؐ رایت فوج اسلام عطا کرنے کیلئے جنگ خیبر کے موقع پر بلائینگے اور آپ رمد آلود آنکھیں لیکر حاضر ہوں گے اور لعاب دہن اس شہد سے بھی زیادہ شفا ثابت ہوگا جسے قرآن نے یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس پ۱۴ آیت ۷۰ فرمایا ہے۔

اس سے تو معلوم ہوا کہ علیؑ کی دعوت شہد سے زیادہ شیریں اور مہنی (گوارا) غذا سے کی گئی، اگر مزے اور کھانے کے ظاہری ذائقہ کے لحاظ سے خیال کیجئے تو یہ سامان دعوت تھا، اگر آپ اس لعاب دہن کو اس انداز میں دیکھیں کہ علیؑ کو تو علوم سے مطلب تھا۔ کھانا پینا کیا چیز تھی تو خدا نے اسی غذا میں یہ صفت بھی دیا تھا چنانچہ اسکے ثبوت میں منجملہ احادیث ایک حدیث نقل کیجاتی ہے،

عن علیؑ قال اوصانی النبیؐ اذا انا مت فغسلنی فاذرحنی فی اکفانی ثم ضع فاک علی فی قال ففعلت وانبأنی ما ھو کائن الی یوم القیمۃ ہ
بحار الانوار ج ۹ باب علمہ الرسول عند وفاتہ

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آپ نے رسولؐ نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تم مجھے غسل دینا پھر جب کفن بھی پہنا چکو تو اپنا دہن میرے دہن پر رکھدینا حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو رسولؐ نے مجھے قیامت تک ہونیوالی باتوں کی خبر دیدی،

یہ خیال نہ ہو کہ اثر لعاب دہن نہ ہوگا کیونکہ حضرت نے گفتگو سے بتلایا ہوگا؟ مگر اس حدیث میں منھ پر منھ رکھنا ہے گفتگو مقصود ہوتی تو کان لگا کر سننے کا ارشاد ہوتا،

الغرض خداوند عالم نے اپنے ولی کی دعوت میں وہ غذا تجویز کی جو اثر میں شفا مزے میں شہد اور تربیت میں سرچشمہ فیض و بحر علوم تھی، اسی پر اکتفا نہ تھی بلکہ اپنی طرف سے تمام فرائض میزبانی کے سرانجام کیلئے اپنی تمام مخلوقات کے سرتاج صاحب لولاک لما خلقت الافلاک کو معین فرمایا،

پرورش عہد رسالت اگرچہ علی بن ابیطالب علیہما السلام اپنے ماں باپ کی زندگی میں اپنی عمر کا کافی حصہ گذارتے ہیں اور ماں باپ کو بھی اسی سن میں رسولؐ کی پرورش کا امتیاز حاصل ہے لیکن خداوند عالم نے نہ چاہا

کہ جس کی ولادت کیلئے خانہ کعبہ تجویز ہوا اوسکی تربیت کیلئے عام بچوں کی طرح کا سامان تربیت ہو اسلئے ایسے اسباب فراہم کر دئے کہ کعبے سے نکلیں تو اس سے بہتر آغوش طہارت و عصمت نصیب ہو اور رضاعت شیر مادر سے بالاتر غذا زمانۂ رضاعت میں معتدبہ مدت تک ملتی رہی،

طلبنا له مرضعاً فابىٰ ان يقبل ثدياً فدعونا محمداً صلى الله عليه وآله وسلم فالقمه لسانه فنام فكان كذلك ما شاء الله

ارجح المطالب باب

جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ ہم نے علی کیلئے دایہ تلاش کی مگر علیؑ نے کسی کا دودھ پینا گوارا نہ کیا آخر کار ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا انھوں نے اپنی زبان علیؑ کے منھ میں دیدی (انھیں آرام آگیا) اور سو رہے یہ دستور ایک کافی مدت تک جاری رہا،

کعبہ کا فخر یا علی کا

اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی معمولی فضیلت کو دیکھ کر اکثر نافہم حرف گوئیاں شروع کر دیتے ہیں لیکن انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ واللہ متم نورہ کسی کی رائگاں سعی سے یہ نور بجھایا نہیں جا سکتا، اگر اس میں شبہ نہیں کہ بیت اللہ الحرام میں ولادت علیؑ کی ذات سے مخصوص ہے اور یہ نمایاں فخر علیؑ کے سوا کسی نبی کو بھی نصیب نہ ہوا لیکن اسی کے ساتھ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس سے علیؑ کو جتنا کچھ ملا اس سے زیادہ کعبہ کو، اپنی نادانی اور کم فہمی سے لوگ چاہتے ہیں کہ علیؑ کی جائے ولادت میں اختلاف ڈال کر علیؑ کی فضیلت میں

کی کئی ہیں لیکن اُن سے یہ ممکن نہیں الواعظ کی گذشتہ اشاعتوں میں اس پر کافی روشنی ڈالی جاچکی ہے محض نمونہ کے طور پر دو عبارتوں کا پتہ دیتا ہوں۔

قال محمد بن طلحۃ الشافعی ولد بالکعبۃ البیت الحرام۔ ارجح المطالب باب ۲

محمد بن طلحہ شافعی نے اپنی کتاب مطالب السئول[ع۵] میں یہ کہا ہے کہ حضرت علی خانہ کعبہ بیت اللہ الحرام میں پیدا ہوئے،

اگرچہ ارجح المطالب کی بھی ایک شہادت سامنے آگئی لیکن اس سے قطع نظر کر کے آپکو ایک اور مشہور تاریخ کا پتہ دیتا ہوں،

وکان مولدہ فی الکعبۃ
تاریخ مروج الذہب مسعودی

حضرت علیؑ کی جائے ولادت خانہ کعبہ ہے۔

ع۵ واضح رہے کہ محمد بن طلحہ شافعی نہایت مشہور اور مستند عالم ہیں ابن جماعہ نے اپنی کتاب طبقات فقہاء شافعیہ میں انکی ولادت ۵۸۲ھ میں لکھی ہے اور اُن کی مدح کی ہے، یافعی نے مراۃ الجنان میں بھی مدح کی ہے ابن تیمیہ جیسے شخص نے جنھیں ضد دریا کے انکار کا ملکہ ہے مطالب السئول کو محمد بن طلحہ کی تصنیف مان لیا ہے، ۱۲

اب میں ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ علیؑ کا مرتبہ کعبہ میں پیدا ہو کر نہیں بڑھا بلکہ علیؑ میں اس سے بہت زیادہ عظیم مفاخر ہیں، البتہ کعبہ کو یہ ناز بجا ہے کہ وہ مولد علیؑ قرار پایا اسمیں تو کوئی شک ہی نہیں کہ جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عظیم المرتبت نہ خدا نے کسی کو بنایا اور اسمیں شک کرنیوالے کے کفر میں شک ہو سکتا ہے نہ ہے۔

علیؑ سے قطع نظر کرو اور تھوڑی دیر کیلئے یہ فرض کرو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوتی تو کیا کوئی مسلمان اس بات کا مدعی ہو سکتا تھا کہ رسولؐ کے فضائل میں اس سے کوئی اضافہ ہوا ہرگز نہیں، بلکہ حقیقت میں خانہ کعبہ کا شرف بڑھا۔

اسکے علاوہ جبکہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مخلوقات خداوند عالم میں سرور کائنات کا رتبہ سب سے بالاتر ہے اور اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں تو پہلے سے سرور کائنات کی فضیلت اور کعبہ کی مقبولیت ثابت ہے پھر کسی فاضل کا کسی مفضول جگہ میں ہونا اسکے فضل کا سبب ہوگا یا مفضول کی شان میں اضافہ ہوگا؟ اسکے بعد میں صرف ایک مسلمہ حقیقت کو بطور مقدمہ ثانیہ بالطور علوم متعارفہ بڑھاتا ہوں وہ یہ کہ قرآن مجید نے علیؑ کو انفسنا و انفسکم میں سوائے نبوت رسولؐ کے مساوی قرار دیا ہے من ابی فقد کفر اس امر کی تفصیل کے لئے علامہ فخر الدین رازی کا قول نقل کرتا ہوں جو موصوف نے اپنی کتاب اربعین فی اصول الدین

میں فرمایا ہے،

ثبت بالاخبار الصحیحۃ ان المراد
من قولہ تعالیٰ وانفسنا ہو علی
ومعلوم انہ یمتنع ان یکون
نفس علی ہو نفس محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بعینہ
فلا بد ان یکون المراد ہو المساواۃ
بین النفسین وہذا یفید ان
کل ما حصل لمحمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم من الفضائل
والمناقب فقد حصل مثلہ
لعلی ماوراء صفۃ النبوۃ ثم
لاشک ان محمداً صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم افضل الخلق
فی سائر الفضائل فلما کان
علی مساویاً فی تلک الصفات وجب
ان یکون افضل الخلق ،

اخبار صحیحہ سے یقینی طور پر ثابت ہے کہ
خداوند عالم کے قول وانفسنا سے مراد
علیؑ ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ نفس علی بعینہ
نفس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں
ہو سکتا لہٰذا لامحالہ مطلب یہ ہوگا
کہ دونوں نفسوں میں مساوات مراد
لی جائے اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ
فضائل و مناقب میں سے جو کچھ جناب
رسالتمآب صلعم کو حاصل تھے سوائے
نبوت کے وہ کل صفات و فضائل
علی کو یقیناً حاصل تھے، پھر یہ بھی
(یاد رکھنا چاہیئے) کہ حضرت رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلائق
سے تمام فضائل میں افضل ہیں لہٰذا
چونکہ علیؑ ان تمام صفات میں رسولؐ
کے مساوی ہیں تو واجب ہوا کہ علیؑ

ارجح المطالب کتاب باب چہارم صفحہ چہارم صفحہ ۵۲۱ افضل الخلق بھی ہوں،

طبع دوم لاہور

آپ غور کریں کہ افضل الخلق کا خانہ کعبہ (یا اس ذات سے مفضول)
ہیں پیدا ہونا افضل کی عزت افزائی ہے یا مفضول کی،
اسکے علاوہ دوش رسولؐ کا کعبہ سے افضل ہونا یقینی ہے اور علیؑ کے قدموں کا
دوش رسول پر ہونا اسکا خود کعبہ گواہ ہے

زہے نقش پائے کہ بر دوش احمد	زبہر نبوت مقدم نشیند
فصعدت علی منکبیہ حتی صعدت	(حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں
علی البیت وعلیہ تمثال	آنحضرتؐ کے دوش اقدس پر سوار ہو گیا
صفر او نحاس، (اخرجہ احمد والنسائی	یہانتک کہ خانہ کعبہ کی چھت پر آگیا
والحاکم ارجح المطالب باب ۲ صفحہ ۴۰۴ طبع دوم لاہور)	جس پر پیتل یا تانبے کے بت گڑے تھے،

بعد نور و جسم گوشت و پوست رسولؐ کا بنص احادیث رسولؐ علیؑ کے ساتھ ایک ہونا بھی
ثابت ہے ملاحظہ ہوں کتب اہل اسلام، اب فرمائیے کہ اگر رسولؐ کعبہ میں پیدا
ہوتے تو رسولؐ کا شرف ہوتا یا کعبہ کا، محترم بندہ جناب عزیز نے
سچ کہا ہے

کعبہ کی یہ زینتیں اسلام کی یہ رونقیں
یا علیؑ سب تیرے قدموں کی بدولت ہو گئیں

تربیت عہد طفلی

خداوند عالم نے جبکہ جناب موسیٰ کیلیے آغوش آسیہ و مادر موسیٰ نہاد عافیت قرار دیا تو کیا حضرت علیؑ کے لئے بھی صرف موحد وخدا پرست ماں باپ ہی کی پرورش پسند فرماتا؟ پھر علی کو موسیٰ پر فضیلت نہ ہوتی تو خدا نے چاہا کہ اگر انکے لئے مسلمان تجویز ہو تو انکے لیے سایہ اسلام سے بالاتر دامن عصمت میں تربیت قرار دیجائے، اسلئے جن بزرگوں نے رسولؐ کی پرورش کی جنھیں رسولؐ بجائے اپنی مادر گرامی کے سمجھتے رہے اور جنکے مرنے کے بعد بجائے یتیم عبداللہ کے یتیم ابوطالب کہلائے ان سے بھی بالاتر مہد عطوفت علیؑ کے لئے مقرر فرمایا،

چنانچہ مطالب السئول و ریاض النضرۃ کے مطالعہ سے و نیز دیگر کتب تواریخ اہل سلام سے ثابت ہے، ۔

فلم یزل علی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی بعثہ اللہ عزوجل نبیا فاتبعہ فامن بہ وصدقہ

پس حضرت علیؑ رسول کے ساتھ ہی برابر رہ گئے حتی کہ آپ مبعوث بہ نبوت ہوئے، تو فوراً علی نے آپکی تصدیق کی ایمان لائے اور اتباع کیا

مذکورہ بالا مقدمات فضائل کے بعض آثار و نتائج

حضرت علیؑ کی ولادت سے لیکر عہد نشو ونما بلکہ آخر عہد رسولؐ تک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان خصوصیات کا نتیجہ تھا کہ آپ بعد رسولؐ

تمام خلائق سے بالاتر ثابت ہیں۔

نمبر۱- خانہ کعبہ میں ولادت ہوئی آپ خود بمنزلہ کعبہ قرار پائے ملاحظہ ہو

مناقب ابن مغازلی شافعی :-

قال رسول اللہ مثل علی فی ھذہ الامۃ کمثل الکعبۃ النظر الیھا عبادۃ والحج الیھا فریضۃ

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ کی مثال اس اُمت میں کعبہ کی سی ہے جس کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے، اور جس کا حج فرض ہے۔

یا علی انت بمنزلۃ الکعبۃ تؤتی ولا تاتی فان اتاک ھؤلاء القوم فسلموک ھذا الامر فاقبل منھم وان لم یاتوک فلا تاتھم حتی یاتوک

(ارشاد رسول ہے کہ) اے علی تم بمنزلہ کعبہ ہو جہاں لوگوں کا آنا فرض ہے اسکا فرض نہیں کہ وہ لوگوں کے پاس جائے اسی بنا پر یہ لوگ تمہارے پاس آئیں اور تمہارے حوالہ یہ کام کردیں تو قبول کرلینا اور اگر تمہارے پاس نہ آئیں تو تم نہ جانا حتی کہ یہ لوگ خود تمہارے پاس آئیں،

فردوس الاخبار، اسد الغابہ، ارجح المطالب

نمبر۲- لعاب دہن رسول بجائے شیر مادر ہوا اسلئے آپ سرچشمہ علوم و کمالات ہوئے، اسکی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی کا دیباچہ لیکن مجملاً بعض احادیث بھی ملاحظہ ہوں،

عن ابن عباس قسم علم الناس	ابن عباس کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم
علی خمسۃ اجزاء فکان لعلی	پانچ حصوں پر منقسم ہوا ہے اور چار
اربعۃ اجزاء ولسائر الناس	حصے حضرت علی کو دیے گئے ہیں اور
جزء شارکھم علی فیہ فکان	تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اس میں
اعلمھم۔	بھی علی کو شریک کیا گیا لیکن وہ
(ارجح المطالب، بزار)	اس حصے میں ان سے زیادہ علم والے تھے۔
عن عبد اللہ بن مسعود	عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں
قال کنت عند النبیؐ فسئل	رسولؐ کی خدمت میں حاضر تھا آپ سے
عن علی فقال قسمت الحکمۃ	کسی نے علی کے متعلق دریافت
عشرۃ اجزاء وللناس جزء	کیا تو آپ نے فرمایا کہ حکمت کے دس حصے
واحد۔	کرکے نو حصے علیؑ کو دیدیے گئے
(اخرجہ الدیلمی) ارجح المطالب)	اور ایک تمام انسانوں کو ملا،

نمبر ۳۔ حضرت علیؑ کی تربیت رسولؐ نے کی اسلئے جو کچھ رسول سے فائدہ اوٹھانے کا آپ کو موقع ملا کسی کو نہ ملا اس موقع پر میں ایک روایت نقل کرتا ہوں جو علامہ ابن حجر مکیؒ نے اپنی کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر سنہ ۱۳۲۴ھ کے صفحہ ۲۰، سطر ۳۰ پر اس طرح لکھی ہے۔

اخرج ابن سعد عن علی انہ	حضرت علیؑ سے سوال کیا گیا کہ تمام

قیل له مالك اکثر اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم حدیثا قال انی کنت اذا سألتهم انبأنی واذا سکتّ ابتدأنی (صواعق محرقہ صفحہ ۷۳)

اصحاب رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی حدیثیں بہت زیادہ کیوں ہیں آپ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ میری حالت رسولؐ کے ساتھ اس طرح تھی کہ جب میں آپ سے کچھ دریافت کرتا تب تو آپ بتلاتے (ہی) تھے اور جب میں (نہ بھی پوچھتا) اور ساکت ہوتا تو بھی آنحضرت خود ابتدا فرماتے تھے اور بتلاتے تھے۔

(مترجم) کہتا ہے کہ اس حدیث سے تو طرفین کا تعلیم میں شغف معلوم ہو گیا اسی کے ساتھ بچپن بلکہ وقت ولادت سے آخر دم تک کسی وقت ساتھ نہ چھوٹنے کے سبب حضرت کو کیا کیا فوائد پہونچے اسکا اندازہ ناظرین خود کرلیں خصوصاً جبکہ اس حدیث کیساتھ ذیل کی حدیثوں کو ملاحظہ کریں گے تو مطلب تک پہونچنے میں سہولت ہوگی،

عن ام سلمة رضی اللّٰه عنها کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم اذا غضب لم یجترئ احد ان یکلمه الا علی

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ کی حالت میں ہوتے تو کسی کو جرأت

طبرانی نے معجم اوسط میں یہ روایت
لکھی ہے اور حاکم نے اسے صحیح مانا
ہے۔

عن ام المومنین عائشۃ
قالت لما حضر رسول اللہ
الموت قال ادعوا الی حبیبی
فدعوت لہ ابا بکر فنظر
الیہ ثم وضع راسہ فقال
ادعوا الی حبیبی فقلت ویلکم
ادعوا ابن ابی طالبؑ فواللہ
ما یرید غیرہ فلما راٰہ اخرج
الثوب الذی کان علیہ ثم
ادخلہ فیہ فلم یزل
یحتضنہ حتی قبض ویدہ
علیہ،

(اخرجہ الدار قطنی والرازی ارجح المطالب
باب ۲)

نہ ہوتی تھی کہ آپ سے بات کر سکے
سوائے علی کے، کہ وہ اس حالت میں
بھی بات کرتے تھے،

حضرت ام المومنین عائشہ سے مروی
ہے فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت کا وقت
احتضار ہوا تو فرمایا کہ میرے حبیب کو
بلا دو میں نے حضرت ابوبکر کو بلایا
مگر حضرت نے جب انہیں دیکھا تو سر
(تکیہ پر) رکھ دیا اور پھر یہی فرمایا
کہ میرے حبیب کو بلا دو میں نے
حضرت عمر کو بلوایا جب حضرت کی
نظر ان پر پڑی تو پھر آپ نے سر رکھ دیا
تب میں نے کہا کہ تم لوگوں پر وائے ہو
انکے پاس علی کو بلاؤ انکا مطلب علی
کے سوا اور کوئی حبیب کہنے سے نہیں ہے آخر
جب علی آئے اور حضرت نے دیکھا تو جو
کپڑا آپ پر پڑا تھا اسے اٹھا کر علی کو

اسکے اندر بلا لیا اور گلے سے لگائے رہے تا آنکہ حضرت نے رحمت پروردگار کی طرف رجوع کی اور آپ کا دست مبارک علیؑ ہی پر رہا۔

غرض یہ کہ ابتدا سے انتہا تک ہر وقت کیسا نہ ہونے سے صواعق محرقہ کی حدیث کا لحاظ کرتے ہوئے آپکو اتنے خصوصیات و علوم حاصل رہے جس کی کوئی حد نہیں یہی سبب ہے کہ اپنے بعد آنحضرت نے علی کے دامن سے تمسک کرنے کا حکم دیا اور دنیا کو بتلایا کہ میرے بعد اس سے بہتر کوئی نہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی خیر البشر من ابیٰ فقد کفر

ارلعبین امام رازی، خصائص لنسائی اردو ورد گائیڈ پریس کلکتہ ۱۳۰۳ ہجری

حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی علیؑ تمام انسانوں سے بہتر ہیں جو شخص اسے درست نہ مانے وہ کافر ہے۔

دشمن علیؑ کی سزا دوست کی جزا

عن علی قال رسول اللہ

لو ان عبداً عبد اللہ عزوجل مثل ما قام نوح وکان لہ مثل احد ذھباً فانفقہ

حضرت علی نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندہ اتنی عبادت بھی کرے جتنی حضرت نوحؑ نے کی اور کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں دیدے اور اسکی عمر

فی سبیل اللہ ومُدّ فی عمرہٖ
حتی یحج الف حج علی قدمیہ
ثم قتل بین الصفا والمروۃ
مظلوماً ثم لم یوالک یا
علی لم یشم رائحۃ الجنۃ
ولم یدخلہا (دیلمی)

اتنی بڑھا دی جائے کہ ہزار حج
پا پیادہ بجا لائے اور پھر صفا و مروہ
کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے
(باوجود ان تمام باتوں کے) اگر
تمکو دوست نہ رکھتا ہو تو اے علیؑ
ایسا شخص بوئے جنت بھی
نہیں سونگھ سکتا داخل ہونا
تو کیسا،

عن ابن عباس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حب علی
بن ابی طالب یاکل الذنوب
کما تاکل النار الحطب ؎

ملاحظہ ہو
ارجح المطالب و فردوس الاخبار دیلمی

حضرت ابن عباس سے مروی
ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام
کی محبت گناہوں کو اس طرح
فنا کردیتی ہے جس طرح آگ
خشک لکڑی کو،

کسی نے سچ کہا ہے

لولاہ لم یجد و الکفو الفاطمہ

لولاہ لم یفہم دو اسرار قرآن

لولاہ ما خلقت ارض و لا افلاک

لولاہ لم یقترن بالاول الثانی

کتاب فضل علیؑ اگر است آب بحار

کہ تر کنند سر انگشت و صفحہ بشمارند

امامیہ مشن کی ممبری قبول فرماکر

ناصرین اہلبیت علیہم السلام کی فہرست مین اپنا نام نامی درج کرا لیجئے

چندہ لائف ممبری کم از کم ۵۵ یکمشت

چندہ ممبران خصوصی " ۵ر سالانہ

چندہ ممبران عمومی ۲ر "

نوٹ

لائف ممبران کی خدمت مین تمام سابقہ اور آئندہ رسائل بلا طلب و بلا قیمت ارسال کئے جاتے ہین۔

ممبران خصوصی کی خدمت میں ممبری قبول فرمانیکے بعد تمام رسائل بلا طلب و بلا قیمت ارسال ہوتے ہیں اور اگر سابقہ رسائل خرید فرمانا چاہین تو صرف نصف قیمت چارج کی جاتی ہے

ممبران عمومی کو ممبر بننے کے بعد (بشرطیکہ وہ طلب فرماویں) تمام رسائل نصف پر دیے جاتے ہیں اور سابقہ رسائل اگر خریدنا چاہئیں تو پوری قیمت لی جاتی ہے

فارم ممبری و دستور العمل وغیرہ طلب فرمانے پر فوراً ارسال خدمت ہونگے

الدا ــــــــ ع الی الخیر

سید ابن حسین عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن، لکھنؤ

امامیہ مشن کے تبلیغی رسالے

نمبر	نام کتاب	[illegible]	[illegible]	نمبر	نام کتاب	[illegible]	[illegible]
۱	قاتلانِ حسینؑ کا مذہب	۴ر	ـ/ر	۱۹	کربلا کا آتم بلیدان ہندی	۲ر	ـ/ر
۲	تحریف قرآن کی حقیقت	۶ر	۱/ر	۲۰	دی مارٹیڈم آف حسینؑ (انگریزی)	۲ر	ـ/ر
۳	مولود کعبہ	۱ر	ـ/ر	۲۱	اُسوۂ حسینی	۷ر	۱/ر
۴	وجود حجت	۴ر	۱/ر	۲۲	جنگِ صفین	۳ر	ـ/ر
۵	اصولِ دین اور قرآن	۴ر	ــ/ر	۲۳	تذکرۂ حفاظِ شیعہ حصہ اول	۶ر	۱/ر
۶	اتحاد الفریقین حصہ اول	۴ر	ــ/ر	۲۴	〃 حصہ دوم	۵ر	۱/ر
۷	حسینؑ اور اسلام اردو	ــ/ر	ـ/ر	۲۵	مقصود کعبہ	۱ر	ـ/ر
۸	〃 ہندی	۱ر	ـ/ر	۲۶	مذہب بابؑ و بہاء حصہ دوم	۸ر	۱/ر
۹	〃 انگریزی	۲ر	ـ/ر	۲۷	مذہب اور سائنس	۱ر	ـ/ر
۱۰	متعہ اور اسلام	۸ر	۱/ر	۲۸	معرکۂ کربلا	۲ر	ـ/ر
۱۱	امامت ائمہ اثنا عشر اور قرآن	۰ر	ـ/ر	۲۹	کربلا کا مہا یودھ ہندی	۲ر	ـ/ر
۱۲	تجارت اور اسلام	۳ر	ـ/ر	۳۰	دی ٹریجڈی آف کربلا انگریزی	۲ر	ـ/ر
۱۳	اتحاد الفریقین حصہ دوم	۴ر	۱/ر	۳۱	اسلام کی حکیمانہ زندگی	۸ر	ــ/ر
۱	علیؑ اور کعبہ	۱ر	ـ/ر	۳۲	دورِ استبداد	۴ر	۱/ر
	رجال بخاری حصہ اول	۶ر	ــ/ر	۳۳	حقیقت بدا	۲ر	ـ/ر
	مذہب باب و بہاء حصہ اول	۵ر	۱/ر	۳۴	خطیب آل محمدؐ	زیر طبع	
	نوروز و غدیر	۱ر	ـ/ر	۳۵	تدوین حدیث	۱ر	ـ/ر
	مجاہد کربلا	۲ر	ـ/ر	۳۶	مطالب کعبہ	۱ر	ـ/ر

ملنے کا پتہ آنریری سکریٹری امامیہ مشن "لکھنؤ"

پرنٹر سید محمد رضی پبلشر سید ابن حسین